"میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں بہتر دوزخی ہونگے اور ایک جنتی، وہ وہی فرقہ ہوگا جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوگا" ۔ الحدیث

۷۳ اسلامی فرقے

اور ان کی

تاریخ و عقائد

تالیف

الشاہ مفتی غلام سرور قادری

مرکزی ادارہ:

مکتبہ مصباح القرآن

(جامعہ غوثیہ، گلبرگ ۔ لاہور)

24-12-98

۷۳

اسلامی فرقے

اور ان کی

تاریخ و عقائد

الشاہ مفتی غلام سرور قادری

ناشر

مکتبہ مصباح القرآن

جامعہ رشیدیہ ٹرسٹ، مین مارکیٹ گلبرگ لاہور ۸۷۲۳۹۶۵

نام کتاب ———— ۷۳ تہتر فرقے

تالیف ———— الشاہ مفتی غلام سرور قادری

طباعت ———— اوّل

مطبع ———— عباس سرور پرنٹنگ پریس لاہور

بار ———— اوّل ۱۴۰۹ھ - ۱۹۸۸ء ماہ جمادی الاولیٰ

تعاون ———— حضرت الحاج عبدالرشید قریشی ستارۂ خدمت سرپرست ادارہ ہذا۔

ہدیہ ————

مقامِ اشاعت ———— دارالعلوم غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

ناشر ———— مرکزی ادارہ مصباح القرآن لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ مصباح القرآن (رجسٹرڈ)

مین مارکیٹ گلبرگ - لاہور

فہرست مضامین

تبیضُ وجوہٌ اھل السنۃ والجماعۃ — قیامت کے دن اہلِ سنت و جماعت کے چہرے روشن ہوں گے۔
وتسودُ وجوہٌ اھل البدع والضلالۃ — اور اہلِ بدعت و گمراہی کے چہرے سیاہ ہوں گے۔
(درِ منثور امام سیوطی)

اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جسے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔

فرقہ طاہریہ:

یہ فرقہ پروفیسر طاہر القادری سے منسوب ہے اس میں کچھ اور بھی نام نہاد دانشور شریک ہیں۔ اس کے بانی اور زیادہ شہرت رکھنے والے ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری ہیں جو جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں یہ بنیادی طور پر وکیل (ایل ایل بی) اور ایم۔ اے اسلامیات ہیں۔ انہوں نے لاہور میں ایک ادارہ منہاج القرآن کے نام سے بنایا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ عورت کی دیت سو اونٹ ہے جیسے مرد کی دیت سو اونٹ۔ یہ غیر نسوانی امور میں بھی اکیلی عورت کی گواہی کو کافی سمجھتے ہیں جبکہ یہ دونوں باتیں قرآن و سنت اجماع امت کے خلاف ہیں۔ نیز ان کے نزدیک اجماع بھی حجت قطعی نہیں ہے اور یہ کہ بعد کے لوگ پہلے بزرگوں کے اجماع کو منسوخ کر سکتے ہیں اور یہ کہ ہر کس ناکس پڑھا لکھا آئمہ مجتہدین سے اختلاف کرنے کا حق رکھتا ہے اور یہ کہ آئمہ مجتہدین کی کوئی بات ان کے لیے سند نہیں ہے۔ یہ بظاہر سنی مسلک کا دعوی کرتے ہیں جبکہ عقائد اہلسنت کے خلاف رکھتے ہیں اس سلسلہ میں راقم کی کتاب پروفیسر طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ حصہ اول و دوم قابل دید ہے۔ اس کے مطالعہ سے اس فرقے کے بانی کی حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔

اسلامی فرقوں کے درمیان اختلافات کے بارے میں طاہر القادری کا نقطہ نظر کہ یہ اختلافات فروعی ہیں۔

جناب طاہر القادری "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" میں لکھتے ہیں۔

١۔ "مسلمانوں کے مختلف فرقے اور طبقے جو جسم ملت کے مختلف اعضا ہیں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہو کر نہ صرف ملت کی اجتماعی سلامتی اور تحفظ کو معرضِ خطر میں ڈال رہے ہیں۔ بلکہ اپنے انفرادی تحفظات کو بھی تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ مختلف طبقوں اور فرقوں کی مثال ندی نالوں کی سی ہے جو ایک ہی دریا سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ دریا کی روانی سے ہی ان کا بہاؤ جاری ہے۔ اگر دریا ہی خشک ہو گیا تو ان کا اپنا وجود کب برقرار رہے گا۔" (ص ٣٣)

پھر لکھتے ہیں

٢۔ آج شومئی قسمت سے حالت یہ ہو گئی ہے کہ ملت اسلامیہ مختلف طبقوں اور فرقوں میں منقسم ہو کر اپنے اپنے مسلک کے تحفظ کو اسلام کی سلامتی اور استحکام کا ضامن گردان رہی ہے۔ ہر مسلک کے پیرو اس حقیقت سے کلی طور پر اغماض برت رہے ہیں کہ اگر خدانخواستہ دشمن کے ہاتھ اسلام کے دامن تک پہنچ گئے اور خاکم بدہن محمد عربی کی ملت کو اجتماعی طور پر کوئی گزند پہنچ گیا تو تمہارے مسلکوں اور فرقوں کو کون سلامتی کی ضمانت دے گا؟" (ص ٣٣)

پھر لکھتے ہیں۔

٣۔ فرقہ پرستی کی تنگ نائوں میں بھٹکنے والے ناعاقبت اندیش مسلمان کے لئے

زوالِ بغداد کی تاریخ عبرتناک منظر پیش کر رہی ہے ـــــ وزیرِ اعظم کی سیاست شیعہ مسلک کے گرد گھومتی تھی۔ جب کہ خلیفہ کا بیٹا ابوبکر سنی عقائد کا نقیب تھا دونوں (شیعہ و سنی) فرقے باہم دست و گریباں تھے۔ (ص ۴۵)

پھر لکھتے ہیں۔

۴۔ اس رستاخیز بربریت کے عالم میں شیعہ اور سُنی دونوں یکساں طور پر تاتاریوں کی چیرہ دستیوں کا نشانہ بنے ـــــ اگر خدانخواستہ سرزمینِ پاک پر دشمن کے قدم پہنچ گئے اور وہ اپنے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہوگیا تو ہمارا حشر بھی دوسروں سے مختلف نہ ہوگا پھر جو تباہی ہوگی اس میں نہ کوئی بریلوی بچ کے گا نہ دیوبندی نہ کوئی اہلِ حدیث اور نہ کوئی شیعہ۔ (ص ۴۶)

پھر لکھتے ہیں۔

۵۔ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ خدا اور رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ اگر کوئی اس زعم میں مبتلا ہو کہ وہ محض فلاں مسلک سے متعلق ہونے کی بنا پر جنت کا حقدار ہے تو یہ اس کی خام خیالی اور خود فریبی ہے بخشش اور مغفرت کا دار و مدار کسی طبقے یا فرقے کے عنوان کی بنیاد پر نہیں بلکہ ہر شخص کے ذاتی عقیدے اور عملِ صالح کے باعث خدا کے فضل و کرم پر ہے یہ حقیقت ہے کہ وحدتِ ملی کے تصور کو فرقہ پرستی کے ہاتھوں ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے یہ لعنت ہماری زندگی کے لئے زہرِ ہلاہل کا درجہ رکھتی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ ہم نے اپنے علمی اختلافات و نزاعات کا موضوع بھی ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنا لیا ہے۔

(ص ۵۴ - ۵۵)

پھر لکھتے ہیں۔

۶۔ " یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک ہیں۔ اسلامی عقائد کا سارا نظام انہی مشترک بنیادوں پر کھڑا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی کسی اور نبی یا رسول کی شریعت کا نہ انکار کرتا ہے نہ اسلام کے سوا کسی اور دین کو مانتا ہے۔ سب مسلمان توحید و رسالت، وحی اور کتبِ سماوی کے نزول، آخرت کے انعقاد ملائکہ کے وجود، حضور کی خاتمیت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی فرضیت وغیرہ جیسے معتقدات اور اعمال پر یکساں ایمان رکھتے ہیں اور اگر کہیں اختلاف ہے تو فروعی حد تک صرف اور وہ بھی ان کی علمی تفصیلات اور کلامی تشریحات متعین کرنے میں ہے۔ اس سے عقائدِ اسلام کی بنیادوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔"

(صفحہ ۵۹)

پھر لکھتے ہیں

۷۔ " کتنی حرماں نصیبی ہے کہ آج فرزندانِ توحید آقائے دو جہاں کی اس سنت سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ فرقہ بندی کی عصبیت سے وہ راہِ راست سے بھٹک گئے اور انتشار و افتراق کی گمراہ کن راہوں میں کھو گئے ہیں انہیں اتنا بھی شعور نہیں رہا کہ ان کے مابین سب بنیادی قدریں مشترک تھیں" (ص ۶۰)

پھر لکھتے ہیں

۸۔ " آج کے مسلمان تو علمائے یہود سے بھی آگے گزر گئے ہیں کہ اپنے گروہی مسلکی، جماعتی اور طبقاتی مفادات کی خاطر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمِ وحدت کا اتنا بھی پاس نہیں رہا کہ اسلام کی کشتی میں ہر فرقہ کشتیِ ملت کے تختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر سمندر میں پھینک رہا ہے اور کسی کو بھی اتنا خیال

نہیں کہ اگر خدانخواستہ یہ کشتی ڈوب گئی تو وہ بھی سب اسکے ساتھ غرق ہو جائیں گے۔" (ص۹)

پھر لکھتے ہیں:

۹۔ "آؤ ذرا ہم اپنی حالت پر غور کریں اور سوچیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بدعتی، گستاخ رسول اور جہنمی کہہ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان تکفیر و تفسیق کی زد میں اگر سارے آگئے تو پھر مسلمان کون بچے گا؟" (ص۱۰)

پھر لکھتے ہیں:

۱۰۔ "اسلامی تعلیمات سے والہانہ وابستگی رکھنے والا نوجوان مسلمان اپنے گرد و پیش فرقہ پرستی کی دیواریں کھڑی دیکھتا ہے۔ تو وہ اسلام سے ہی بیزار ہونے لگتا ہے۔ اسے بریلویت، دیوبندیت، اہل حدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔" (ص۱۱)

خلاصہ یہ کہ

جناب طاہر القادری کی ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات کے درمیان عقائد کی بنیاد میں مشترک ہیں۔ ان میں کوئی اصولی اور بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ صرف فروعی اختلافات ہیں اُن سے ان کے ایمان و عقیدے میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ طاہر القادری نے اس تحقیق و نقطۂ نظر میں جسٹس سید محمد کرم شاہ الازہری کی پیروی کی ہے۔ کیونکہ جسٹس صاحب اس سے قبل اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں یہی کچھ لکھ چکے ہیں۔

(ملاحظہ ہو تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص۱۱)

حقیقت کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ

سُنی اور غیر سُنی کے درمیان اختلافات فروعی نہیں اُصولی ہیں

اہل سنت اور غیر اہل سنت خواہ وہابی (دیوبندی ہوں یا غیر مقلد اہل حدیث) کہلانے والے ہوں یا شیعہ، ان کے درمیان اختلافات صرف فروعی نہیں اصولی اور بنیادی بھی ہیں۔

مخالفین اہلسنت اور اِن کے عقائد

اب ہم مخالفین اہلسنت اور ان کے عقائد خود ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے سپرد قلم کرتے ہیں، تاکہ عوام اہلسنت پروفیسر طاہر القادری ایسے لوگوں کے اس جاہلانہ نقطۂ نظر سے ہوشیار رہیں کہ ان کے اور اہلسنت کے درمیان عقائد میں بنیادی اختلافات نہیں ہیں۔